اور اس کے ایک حرف پر دس نیکیاں مل سکتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لفظ اللہ پر پچاس نیکیاں کم سے کم درجہ ہے جس کا امیدوار ہونا چاہیے۔ نیز تحقیقی بات یہی ہے کہ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے۔ اس لئے اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی بھی یہی ہیں ۔ لغوی اور اصطلاحی معنی کی بحث اس وقت ہوتی ہے جب یہ عَلَمِ ذات نہ ہو بلکہ اسمِ مشتق ہو۔

قسطوں پر اشیاء کی فروخت سودی معاملہ نہیں ہے

سوال : کوئی چیز قسطوں پر لیں تو وہ سود میں آتی ہے یا جائز ہے ۔ مثلاً ایک موٹر سائیکل ہے' اس کی قیمت بازار میں ۳۰ ہزار ہے اور قسطوں پر تقریباً ڈھائی یا تین سال میں اس کی قیمت ۳۵ ہزار ادا کرنا پڑتی ہے۔ کیا وہ سود میں آتی ہے؟

جواب : نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کے ساتھ چیز فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ نقد فروخت کرنے کی صورت میں خریداروں کو مختلف قیمتوں پر دکاندار چیزیں فروخت کرتے ہیں۔ کسی سے کم قیمت لیتے ہیں اور کسی سے زیادہ ' لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ "ادھار" یا قسطوں کی صورت میں رقم بروقت ادا نہ کرسکنے کی صورت میں قیمت میں فرق نہ کیا جائے اور اتنی رقم وصول کی جائے جتنی طے کی گئی ہے ۔ خریدار رقم ادا کر سکتا ہو تو اسے بروقت ادا کرنا چاہیے' نہ ادا کر سکتا ہو تو مالک کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ مزید مہلت دے دے۔ قرآن پاک میں ہے "پس مہلت دے دو آسانی تک" واللہ اعلم ۔

روپے کی قیمت میں کمی کی صورت میں ادائیگیٔ قرض

سوال : ایک شخص دکاندار کو کپاس لا کر فروخت کرتا رہا۔ نرخ مقرر کر کے حساب کیا گیا۔ شخص مذکور ساتھ ساتھ رقم لیتا رہا۔ جو کہ کئی ہزار تھی ۔ کل قیمت میں سے دو ہزار روپیہ دکاندار کے ذمہ باقی بچ گیا تھا' جو دکاندار مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے ادا نہ کرسکا۔ چالیس سال گزر جانے کے بعد دکاندار کی مالی حالت کچھ ٹھیک ہوئی ' تو دکاندار نے شخصِ مذکور سے کہا۔ کہ اپنی بقایا رقم دو ہزار لے لو۔ شخصِ مذکور نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت کپاس کا نرخ کم

تھا۔ اب بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اس حساب سے رقم دو۔ حالانکہ اس وقت نرخ طے کر کے حساب کر لیا گیا تھا۔ اور دو ہزار روپیہ دکاندار کے ذمہ باقی بچ گیا تھا۔

اب ادائیگی کیسے کی جائے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قرض حسنہ یا دَین کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اسکی مثل چیز ادا کی جائے۔ نوٹ کا مثل نوٹ ہے۔ اس لئے اگر ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے تھے تو اسے دو ہزار ہی لینے ہوں گے۔ جیسے اگر ایک شخص نے ۱۰ تولے سونا لیا تھا تو وہ ۱۰ تولے سونا ہی واپس لے سکتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ۱۰ تولے کی قیمت اس وقت تھوڑی تھی اور آج ۱۰ تولے سونے کی قیمت زیادہ ہے۔ اگر مقروض کہے کہ اب میں ۱۰ تولے نہیں دونگا بلکہ ایک تولہ دوں گا۔ کیونکہ میں نے ۱۰ تولہ لیا تھا جسکی قیمت آج دس گنا بڑھ گئی ہے اور آج کا ایک تولہ اس وقت کے دس تولے کے برابر ہے تو اسکا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح قیمت کی کمی کی صورت میں بھی قرض خواہ کمی کے ازالہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مزید وضاحت کیلئے گندم کی مثال دی جاسکتی ہے۔ آج گندم مہنگی ہے اور جس قدر روپیہ یا سونا چاندی سے آج آپ سو من گندم حاصل کر سکتے ہیں آج سے تیس سال قبل اس قدر روپیہ یا سونا چاندی سے ایک ہزار من گندم لے سکتے تھے لہٰذا اگر کسی نے آج سے تیس سال قبل ۱۰۰ من گندم قرض دی تھی تو وہ آج ایک ہزار من گندم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آج سے بیس سال قبل ۱۰۰ روپے قرض دینے والا ایک ہزار روپے کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے صرف ۱۰۰ روپے کے مطالبہ کا حق ہے۔

بقیہ: حواشی و تعلیقات

۳۵۔ جماعت کی اصطلاح میں ان طبقات سے تعلق رکھنے والے اصحاب بالترتیب ارکان، متفقین اور ہمدرد کہلاتے تھے۔

۳۶۔ قلمی مسودہ تاریخ جماعتِ اسلامی از سید نقی علی